مولانا سیف الرحمان الفلاح

استمداد لغیر اللہ

قارئین کرام ، "استمداد لغیر اللہ پر ایک تحقیقی نظر" کے عنوان سے ایک طویل مضمون ترجمان کے گزشتہ شماروں میں چھپ چکا ہے لیکن افسوس کہ اس کا کچھ حصہ دفتر کی منتقلی کی بنا پر ضائع ہو گیا تھا جو حسن اتفاق سے مل گیا ہے، تو اسے اب شمارہ مئی ۸۳ء کی اشاعت میں شامل کیا جا رہا ہے۔ ترجمان کے مستقل قارئین تسلسل قائم کرنے کے لیے اس قسط کو اپریل ۸۲ء میں چھپنے والی قسط کے بعد سے شمار کریں۔ اس کے بعد مئی ۸۲ء ..... الخ! اس طرح یہ مضمون مکمل ہو جائے گا ——— (ادارہ)

مشرک کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوگا!

قرآن مجید میں آیاتِ شفاعت کا ذکر ہے اور جو شخص ان آیات پر پوری طرح غور و فکر کرتا ہے اسے اس بات کا یقینی علم ہو جاتا ہے کہ یہ شفاعت ان لوگوں کے حق میں قبول ہوگی جنھوں نے اپنے تمام اعمال صرف اللہ کی رضا کے لیے کیے اور جو توحید اور شریعت ہادیٔ اکبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر دنیا میں تشریف لاتے اس کی مکمل پیروی کی کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خلوص کا مطالبہ کرتا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ" (الزمر ۳)

"خبردار! دین خالص اللہ کے لیے ہے!"
ایک اور مقام پر فرمایا:
"لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ!" (الحج ع ۵)
"اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت پوست کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا مقصد تمہارے تقوائے کا امتحان ہے!"
وُہ ایسے اعمال کو قبول نہیں کرتا اور نہ پسند کرتا ہے جن سے شرک کی بُو آئے۔ چنانچہ فرمایا:
"ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء!" (النساء: ع ۱۸)
"جو شخص اللہ کا شریک بناتا ہے اسے کبھی معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ باقی گنہگاروں میں سے جسے چاہے گا معاف فرمادے گا۔"
ایک اور مقام پر فرمایا:
"انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ ومأواہ النار۔" (المائدۃ ع ۱۰)
"جو شخص اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔"
اسی طرح صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، وُہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں شرک سے بہت ہی بے نیاز ہوں۔ جس شخص نے ایسا عمل کیا کہ اس میں میرے ساتھ کسی کو شریک بنایا تو میں اسے اور اس کے مشرکانہ فعل کو چھوڑ دوں گا، اسے ہرگز قبول نہیں کروں گا۔"
(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۵۴ بحوالہ مسلم)
یعنی شرک کے باعث اس کے اچھے اعمال بھی نیست و نابود ہو جائیں گے۔
دُعاء صلوٰۃ ہے: دُعاء کے لغوی معنی رحمت کی دُعاء کرنا ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں ایسے

ہی ذکر ہوا ہے۔ جیسے اللہ کا یہ فرمان ہے کہ:

"وصل علیهم ان صلٰوتك سكن لهم" (التوبۃ ع ۱۳)

"آپ ان کے لیے دعا کیجئے کیونکہ آپ کی دعاء ان کے لیے سکون کا باعث ہے۔"

حدیث شریف میں صلوٰۃ کا لفظ کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"فرشتے اس وقت تک نمازی شخص کے لیے دعا تے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے جائے نماز پر بیٹھا رہتا ہے جب تک بے وضو نہ ہو۔"

فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے ہیں:

"اللهم اغفرله اللهم ارحمه" (ترغیب ج ۱ ص ۲۰۶)

"الٰہی اسے بخش، الٰہی اس پر رحم فرما!"

حافظ عراقی کہتے ہیں کہ فرشتوں کا اس پر صلوٰۃ کہنے سے مراد (جو بقیہ حدیث میں آیا ہے) "اللهم اغفرله اللهم ارحمه" ہے اور یہ دعا ہے۔ لغتِ عرب میں اس کے کثرت سے شواہد ملتے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ کے مندرجہ ذیل فرمان میں صلوٰۃ کا لفظ دعاء کے معنی میں استعمال ہوا ہے:

"قل ان صلٰوتی ونسكی ومحیای ومماتی لله رب العٰلمين لا شريك له!" (الاعراف ع ۲۰)

"آپ بتلا دیجئے کہ میری دعاء، قربانی، زندگی اور موت سبھی کچھ اللہ کے لیے ہے جو تمام کائنات کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔"

یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ شرعی نماز واجب دعاؤں پر مشتمل ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ نماز کو صلوٰۃ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دعاء کی دونوں اقسام، سوال کرنے کی دعاء اور عبادت کی دعاء کو شامل ہے۔ یہ نماز اُن دو اقسام سے باہر نہیں چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو سجدہ میں کثرت سے دعاء کرنے کا حکم فرمایا۔

آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

"رکوع میں اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرو اور سجدہ میں کثرت سے دعاء کرو

کیونکہ ممکن ہے" اس طریقے سے تمہاری دُعا جلد قبول ہو۔"

نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ:

"علماء کا اس معاملہ میں اختلاف ہے کہ صلوٰۃ کی اصلیت کیا ہے؟ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد دعا ہے کیونکہ وُہ دُعا کو مشتمل ہے۔ چنانچہ جمہور اہلِ زبان اور فقہاء کا یہی قول ہے"

حافظ ابن قیمؒ نے بھی اس معنیٰ کی تائید کی ہے جیسے آگے ذکر آئے گا۔ جب نماز دعاء پر مشتمل ہے تو یقیناً یہ عبادت ہوگی اور یہ تکبیر اور تسبیح کو بھی شامل ہے اور وُہ بھی عبادت ہے چنانچہ کسی مسلمان کو اس بات پر شک نہیں کہ تکبیر اور تسبیح غیر اللہ کے حق میں استعمال کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ ربوبیت کا خاصہ ہے۔ اسی طرح دُعاء بھی اس کے لیے خاص ہے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

علامہ ابن قیمؒ بیان کرتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد" ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ " یہ دونوں قسم کی دعاؤں پر مشتمل ہے لیکن ظاہراً سوال کرنے کی دُعا کے لیے ہے جو دُعائے عبادت کو متضمن ہے اسی لیے اسے اخفاء اور پوشیدہ کرنے کا حکم فرمایا۔

اور اللہ کا فرمان:

"واذ سألك عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی والیؤمنوابی لعلهم یرشدون"

"جب میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو آپ بتلا دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں، میں دُعاء کرنے والے کی دُعاء کو قبول کرتا ہوں جب وُہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ مجھے ہی پکاریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں تاکہ نیک بنیں!"

یہ دُعاء کی دونوں قسموں پر حاوی ہے اور آیت کی تفسیر ان دونوں دعاؤں سے کی گئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وُہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُسے دیتا ہوں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وُہ میری عبادت کرتا ہے تو میں اسے ثواب دیتا ہوں۔ یہ دونوں قول ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہیں۔ یہ لفظ مشترک نہیں جو دو معنوں میں استعمال ہوا ہو یا حقیقت اور مجاز کے معنی میں استعمال ہوا ہو۔

بلکہ اس کا استعمال حقیقتاً ہے جو ایک ہے لیکن دونوں معنوں کو متضمن ہے۔ یہ لغت میں اپنے مسمّٰی سے نقل کیا گیا اور پھر شرعی حقیقت بن گیا یا اسے عبادت کے معنی میں مجازاً استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اس کے اور اس کے لغوی مسمّٰی کے مابین ایک گہرا رابطہ ہے۔ پھر اس کے ساتھ کچھ ارکان اور شرائط شامل کی گئیں۔ جو کچھ ہم نے اس کے متعلق ذکر کیا ہے یہی کافی اور شافی ہے۔ اس کے متعلق اور کچھ بیان کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ نمازی نماز کے آغاز سے آخر تک دُعاء سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ یہ دُعاء یا عبادت ہوگی یا ثناء ہوگی یا طلب اور سوال کی دُعاء ہوگی اور دونوں حالتوں میں وُہ دُعاء کرنے والا ہوگا۔

قنوت کی تفسیر:

اللہ تعالیٰ کے فرمان "قوموا للہ قٰنتین" میں قنوت کی تفسیر دُعاء سے کی گئی ہے۔ چنانچہ "شرح تقریب" میں مذکور ہے کہ قنوت کا اطلاق کئی معنوں پر ہوتا ہے بعض نے اس سے اطاعتِ الٰہی مراد لی ہے۔ بعض نے اس سے دُعاء مراد لی ہے۔ بعض نے اس سے طولِ قیام مراد لیا ہے اور کچھ اہلِ علم کا خیال ہے کہ اس سے مراد نماز میں سکوت ہے۔

قاضی عیاض بیان کرتے ہیں کہ:

"اس کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ کسی کام پر دوام کرنا"

ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ:

"جب اس کی حقیقت یہ ہے، تو پھر نماز میں دوام کرنے والا قانت شمار ہوگا اسی طرح دُعاء کرنے والا، نماز میں قیام کرنے والا، اس میں اخلاص سے کام لینے والا اور سکوت اختیار کرنے والا سبھی پر قانت کا اطلاق ہوگا"

عبادت کی تعریف:

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

"عبادت ایک جامع اسم ہے۔ اس کا اطلاق ہر اس کام پر صحیح ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرے اور اس پر راضی ہو۔ خواہ وُہ قولی ہو یا فعلی ہو، ظاہری ہو یا باطنی ہو"

عبادت صرف اللہ کا حق ہے: پہلے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے

پر اس بات سے بہت خوش ہوتا ہے کہ وہ اس سے سوال کرے اور اسے سوال کرنے کا حکم فرمایا اور اس کے سوال اور دُعاء کو قبول کرنے کا وعدہ فرمایا، چونکہ دُعاء عبادت ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو صرف اپنی عبادت کا حکم فرمایا ہے۔

جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" وقضٰی ربك ان لا تعبدوا الا ایاہ " (بنی اسرائیل ع ۳)

" تیرے رب نے یہ قطعی حکم فرمایا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت ہرگز نہ کرو!"

ایک اور مقام پر فرمایا:

" واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئًا!" (النساء ع ٦)

" تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک مت بناؤ!"

ایک اور جگہ فرمایا:

" ان اعبدوا اللّٰہ مالکم من الٰہ غیرہ!" (المؤمنون ع ۲)

" تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں!"

الٰہ وہ ذات ہے جس کی طرف دل متوجہ ہوتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں خواہ کسی قسم کی عبادت ہو، اور وہ ذات ہے جس کی تفسیر اللہ سے کی گئی ہے۔

ابو جعفر ابن جریر کہتے ہیں:

اللہ کی تفسیر:

اللہ الٰہ سے مشتق ہے، اس کا ہمزہ گرایا گیا جو فاء کلمہ کے برابر ہے۔ پھر لام کے ساتھ جو اسم کا عین کلمہ ہے، ایک اور لام زائد ساکن ملایا گیا اور ایک کو دوسرے میں مدغم کیا گیا تو دونوں لام اس لفظ میں لام مشدد بن گئے۔

حضرت ابن عباسؓ سے اس کے معنی یوں مروی ہیں:

" اللہ وہ ذات ہے جس کی طرف ہر شے متوجہ ہوتی ہے اور جس کی تمام مخلوق عبادت کرتی ہے!"

نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس کے معنی یہ کرتے ہیں:

" اللہ وہ ہے جو الوہیت اور عبودیت کا مالک ہے اپنی تمام مخلوقات پر۔"

زمخشری کہتے ہیں کہ:

"لفظ اللہ کا اصل الالٰہ ہے۔ پھر ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض حرفِ تعریف لایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ندا میں اللہ کہتے ہیں اور الالٰہ اسم جنس ہے۔ یہ ایک ایسا اسم ہے جس کا ہر معبود پر اطلاق ہوتا ہے خواہ وُہ معبود برحق ہو یا باطل ہو۔ پھر معبودِ حقیقی کے معنوں میں اس کا استعمال عام ہوگیا۔"

قاموس میں ہے:

" الٰہ، الٰھہ، الوہۃ، الوہیت کے معانی عبد، عبادت۔ یعنی بندگی اور عبادت ہے، اسی سے لفظ جلالت بنا اور اسی کا اصل الٰہ ہے، ہر وُہ شخص جسے معبود بنایا جاتے، اسے معبود بناتے وقت الٰہ کہا جائے گا اور تالّہ کے معنی تَعَبّدَ ہے اور "تالیہ" کے معنی تعبید (غلام بنانا یا فرمانبردار بنانا) ہے

خلاصۂ کلام:

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو شخص کسی مُردے غائب کو پکارتا ہے تو اس نے اسے معبود پکڑا کیونکہ وُہ اسے پکارتا ہے اور اس کی طرف رغبت کرتا ہے اور اس سے امید رکھتا ہے اور جس کو تمام امور پر قدرت ہے، اس کا دروازہ چھوڑ کر غیر کی طرف جھکتا ہے اور جسے مکمل قدرت حاصل ہے اور جو ماضی اور مستقبل کے امور سے پُوری طرح واقف ہے کہ یہ کیسے ظہور پذیر ہوں گے، اس سے روگرانی کرتا ہے تو اللہ کی ذات پاک ہے۔ اس کے قبضۂ قدرت میں ہر شے ہے۔ مرنے کے بعد تم اس کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

ایک شبہ، مُردوں سے حاجت روائی مکروہ تنزیہی ہے:

عراقی کہتا ہے ہاں۔ فقہائے حنابلہ نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ مردوں سے مخصوص طریقے سے حاجتیں طلب کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کاغذ پر لکھ کر طلب کرے، کاغذ کو قبر کے روزن میں داخل کرے۔ وُہ کہتا ہے ابن مفلح نے "فروع" میں ایسے ہی ذکر کیا ہے اور تفسیر بھی ایسے ہی کی ہے۔

چنانچہ اس کی عبارت کا متن "فنون" میں یُوں مذکور ہے۔

"اس نے کہا یعنی ابن عقیل نے کہ قبروں پر چراغ جلانا، بخورات سلگانا اور قبروں پر اُونچے اُونچے گنبد اور روزضے بنانا مکروہ ہے۔"

پھر بیان کرتا ہے:

"لوگ بیماریوں سے شفا حاصل کرنے کے لیے قبر کی مٹی استعمال کرتے ہیں اور صاحبِ قبر کی طرف خطوط لکھتے ہیں اور قبر میں سوراخ کر کے اس میں داخل کرتے ہیں اور ان امور کے متعلق کوئی کہتا ہے کہ میں نے اپنے اونٹ پر اس کا تجربہ کیا ہے، کوئی کہتا ہے، میری زمین بنجر ہو گئی تھی میں نے اس پر تجربہ کیا ہے، وہ ان کو پکارتے ہیں گویا کہ وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ کو پکارتے ہیں اور اپنا معبود سمجھ کر پکارتے ہیں۔

جواب:

میں کہتا ہوں اللہ پاک ہے جو مقلب القلوب ہے، اس موقعہ پر آنسو بہانے چاہئیں اس گمراہ کی مکاری اور فریب کاری پر غور کیجئے اور شرک و کفر کی دعوت میں اس کی جد وجہد کو دیکھیے۔ اس نے اللہ کے کتنے شریک بنا دیے! سب سے پہلے ہم ابن عقیل کا کلام ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے فنون میں کیا ہے جسے اس سے صاحبِ فروع نے نقل کیا ہے۔

چنانچہ فروع میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ فنون میں یوں ذکر آیا ہے کہ:

"قبروں کو خوشبو لگانا، ان کی زیب و زینت کرنا اور ان کو بوسہ دینا جائز نہیں اسی طرح ان کا طواف کرنا اور ان کا وسیلہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا وغیرہ جائز نہیں"

نیز وہ بیان کرتے ہیں کہ:

"مشرک لوگ ان امور پر ہی بس نہیں کرتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اس بھید کا واسطہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جو تیرے اور اللہ کے درمیان ہے۔ بتائیے وہ کونسا بھید ہے جو اللہ اور اس کی مخلوق کے مابین ہے جو ستر کہلاتا ہے؟"

نیز لکھتے ہیں کہ:

"قبروں پر چراغ جلانا اور روشنی کرنا مکروہ ہے..... (اوپر عراقی کی ذکر کردہ عبارت تک!")

دیکھیے عراقی نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے کلام کا اول حصہ ترک کر دیا ہے کیونکہ وُہ اس کے مدعا کے خلاف تھا اور اس کی علت اور بہ... کو واضح کرتا تھا۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے یا اندھا کر دیا ہے اور اسے خواہشات کے گڑھے میں گرا دیا ہے۔ آبگینۂ اسلام پر کفر و شرک کا ہتھوڑا مارنے والا یہ پہلا شخص نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی اس کی مثل کچھ لوگ ایسی ناشائستہ حرکات کا ارتکاب کر چکے ہیں!

ابن عقیل کی اصل عبارت:

صاحب فروع نے جو اس کے متعلق بیان کیا ہے، ابن عقیلؒ کا اپنا کلام اس سے بھی زیادہ واضح ہے، چنانچہ وُہ ذکر کرتے ہیں کہ:

"جب جہلاء اور بیوقوف لوگوں کی تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں تو وُہ شریعت سے روگردانی کر کے ان کاموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو اُن کے خود ساختہ ہوتے ہیں۔ ان امور کو کرنا ان کے لیے آسان ہوتا ہے کیونکہ ان امور کو کرنے کے لیے کسی کی اجازت اور حکم کی ان کو ضرورت نہیں ہوتی۔"

وُہ بیان کرتے ہیں:

"میرے نزدیک ان امور کے کرنے کے باعث وُہ کافر ہیں، جیسے قبروں کی تعظیم کرنا، ان مقامات کی تعظیم کرنا جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ وہاں پر چراغ روشن کرنا۔ قبروں کو بوسہ دینا اور ان کو خوشبو لگانا اور معطر کرنا۔ اپنی حاجتوں کے لیے مردوں کو پکارنا اور ان میں رقعہ لکھ کر ڈالنا اور یہ لکھنا، اے میرے مولا! میرا فلاں فلاں کام سر انجام دیجیے۔ قبر کی مٹی بطور تبرک لے جانا، قبروں کو خوشبو لگانا اور ان کی طرف دور دراز سے سفر کر کے جانا۔ لات اور عزّٰی کے پجاریوں کی طرح درختوں پر چیتھڑے ڈالنا، یہ سب کفر ہیں، جاہل اور گمراہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ جو شخص "کف" کے مزار پر حاضری نہیں دیتا جو بدھوار کو ان کی قبر کی اینٹوں کا مسح نہیں کرتا۔ وُہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ نیز جو اس بات کا قائل نہیں کہ اس کے جنازے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علیؓ تشریف لاتے ہیں۔ وُہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے جو شخص اپنے باپ کی قبر پر پکی اینٹوں کا لمبا چوڑا مکان نہیں بناتا جو اپنے کپڑے

نہیں چڑھانا اور قبر پر عرق گلاب نہیں چھڑکتا وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑتا ہے۔

آپ غور کیجئے کہ انہوں نے کس قدر وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ان امور کا مرتکب بلاشبہ کافر ہے لیکن یہ مکار اور فریب دہندہ کہتا ہے کہ یہ امور انکے نزدیک مکروہ تنزیہی ہیں اور وہ بھی اس وقت جب کسی کاغذ پر لکھ کر یا کسی اور ایسے طریقے سے مردوں سے حاجت طلب کرے مگر مردوں سے زبانی حوائج طلب کرنا ان کے نزدیک مستحب ہے۔ اللہ کی ذات پاک ہے جس نے اس کی عقل کو مسخ کر دیا اور اس کے مکر و فریب کو طشت از بام کر دیا۔ اس کی مثال تو اس آدمی کی ہے جو کسی محرم عورت کے پاس اپنی نفسانی خواہش کی تکمیل کی غرض سے جاتا ہے اور جب اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کرنے لگتا ہے تو اس غیر محرم عورت سے کہتا ہے تو اپنا منہ کپڑے سے ڈھانپ لے کیونکہ غیر محرم کا چہرہ دیکھنا گناہ ہے۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ فقہائے حنابلہ نے ان امور کی صراحت کی ہے، انہیں منع لکھا ہے اور انہیں شرکِ عظیم سے تعبیر کیا ہے، نیز کہا ہے کہ یہ بتوں کے پجاریوں جیسا کام ہے جیسے کہ کتاب وسنت اس پر دلالت کرتے ہیں۔ نیز امت کے سلف اور ائمہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے، چنانچہ ہم اس طول طویل کلام کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ اس کو مشتے نمونہ از خروارے کہہ لیجئے یا دریا سے ایک گھونٹ تصور کر لیجئے۔ اس سلسلہ میں کلامِ الٰہی اور اس کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا کچھ حصہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ علماء کے کلام کا، جو اس سلسلہ میں میسّر آئے، ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"جو شخص اللہ کے اور اپنے درمیان واسطے بناتا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتا ہے اور ان پر توکل کرتا ہے اور اُن سے سوال کرتا ہے تو وہ بالاجماع کافر ہے۔"

صاحب فروع، صاحب انصاف اور صاحبِ اقناع، ائمہ حنابلہ نے ان سے ہی ذکر کیا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اپنے رسالے "السنیہ" میں خوارج کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جب اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے تھے، حالانکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج

تھے باوجودیکہ نہایت عبادت گزار تھے تو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ دورِ حاضر میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اسلام کے دعویدار ہیں، لیکن انہیں اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ وُہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، اس کے کئی اسباب ہیں، مثلاً، ان کا دین میں غلو کرنا حالانکہ اللہ نے اس کی مذمت بیان کی ہے جیسے بعض مشائخ کے متعلق غلو کرنا جیسے شیخ عدیؒ یا حضرت علیؓ یا حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے متعلق غلو کرنا۔ تو جو شخص کسی نبی یا ولی کے متعلق غلو کرتا ہے اور اس میں الوہیت کی صفت مانتا ہے۔ جیسے اللہ کو چھوڑ کر اسے یُوں پکارتا ہے، "اے میرے آقا! میری امداد کیجئے۔ میرے لیے بس تو ہی کافی ہے،" یہ تو تمام باتیں شرک اور گمراہی ہیں۔ ایسے شخص کو توبہ کرائی جائے۔ اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ واجب القتل ہے، کیونکہ اللہ نے اپنے رسول اور کتابیں اس لیے بھیجے تاکہ اللہ وحدہٗ کی عبادت کی جائے اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ جو لوگ حضرت عیسیٰؑ حضرت عزیرؑ اور دیگر نیک لوگوں کو اور ان کی قبروں کو اللہ کے شریک بناتے تھے تو وُہ یہ اعتقاد ہرگز نہیں رکھتے تھے کہ یہ ہمارے خالق اور رازق ہیں۔ وُہ پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا اللہ کو ہی سمجھتے تھے۔ وُہ ان کو صرف اس لیے پکارتے تھے کہ یہ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کرینگے ان کو اس بات سے روکنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بھیجا، تاکہ وُہ ان کو حکم دیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکاریں خواہ عبادت کی دعا۔ اور پکار ہو یا استغاثہ کی۔"

ابن قیمؒ بیان کرتے ہیں کہ،

"اس کی اقسام یعنی شرک کی اقسام میں سے ایک یہ ہے کہ مُردوں سے حاجتیں طلب کرنا اور ان سے مدد مانگنا حقیقتاً شرک ہی ہے کیونکہ مرنے کے بعد میت کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اور اسے اپنے وجود پر کوئی اختیار نہیں رہتا۔ اور نہ خود کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ چہ جائیکہ جو شخص اس سے مدد چاہتا ہے اور سوال کرتا ہے اس کی سفارش کرے۔ یہ اس کی جہالت ہے کہ اس نے ان کو اللہ کے ہاں شافع اور اللہ کو

مشفوع الیہ قرار دیا ہے، کیونکہ اللہ کے ہاں کسی کو اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرنے کی ہمت اور جرأت ہرگز نہ ہوگی۔

ترجمان کی ایجنسیاں

ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ، سیالکوٹ
محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن، ریل بازار تاندلیانوالہ، ضلع فیصل آباد
مولانا محمد عبداللہ صاحب خطیب جامع اہل حدیث، صدر راولپنڈی
حکیم محمد یوسف صاحب زبیدی جامع مسجد اہلحدیث شاہ فیصل شہید روڈ، لعل چند باغ میرپور خاص (سندھ)
شاہین بکسٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن، گوجرانوالہ ٹاؤن
خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں، ضلع ملتان
کتب خانہ وہابیہ، ۴۲۴ بی، سٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ عباس سائیکل ورکس بلاک نمبر ۱۹۔ سرگودھا
مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد امین پور بازار، فیصل آباد
مینجر پاک معاویہ اکیڈمی بک سیلرز ۱/۱۴۱، وحید آباد، کراچی نمبر ۱۸
عابد نثار صاحب مینجر محمدیہ کتب خانہ جامع اہلحدیث بہاولپور
عبدالواحد سلفی صاحب گورنمنٹ ٹریننگ کالج لالہ موسیٰ ضلع گجرات
حبیب الرحمٰن، پٹیالہ کتاب گھر، مظفر گڑھ آزاد کشمیر
رحمان نیوز ایجنسی افتخار شہید چوک بوریوالہ، ضلع وہاڑی
مکتبہ افکار اسلامی، کچہری بازار فیصل آباد
سلیم اینڈ کمپنی کریانہ مرچنٹ کریم بازار کہروڑ پکا، ملتان
مولانا صوفی احمد دین صاحب جامع مسجد اہلحدیث محلہ توحید گنج منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات
ملک محمد سعید، ص۔ب ۷۴۰۸۔ دوحہ (قطر)